مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت ہیں ؞

پرانی آبادی کے مشرق کی طرف جو نئے مکانات بن رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس محلہ کا نام دارالانوار تجویز فرمایا ہے ؞

جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ نے بحالیٔ صحت کے لئے تین ماہ کی رخصت رعائتی حاصل کی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؞

جناب مرزا محمود بیگ صاحب سکول ماسٹر گوجرہ جو کچھ عرصہ سے بیماری کی رخصت پر آئے ہوئے ہیں۔ ان کا چھوٹا لڑکا بعارضہ نمونیا بہت بیمار ہے۔ دعائے صحت فرمائی جائے ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے

سنہ ۱۹۰۶ء کے رمضان میں لاہور کے شیخ محمد چٹو صاحب جو چکڑالویوں میں بہت مشہور اور سرکردہ تھے۔ قادیان آئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزہ کے متعلق ان سے حسب ذیل گفتگو فرمائی :-

حضرت اقدس :- آپ تو مسافر ہیں۔ روزہ تو نہیں رکھا ہوگا؟

بابا چٹو :- نہیں مجھے تو روزہ ہے۔ میں نے رکھ لیا ہے ؞

حضرت اقدس :- اصل بات یہ ہے۔ کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقوےٰ ہے۔ خدا تعالےٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیئے۔ میں نے پڑھا ہے۔ کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں۔ کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے۔ تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالےٰ کی رضا ہے۔ نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے۔ اس کی اطاعت کی جائے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جائے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی۔ کہ ایسا سفر ہو۔ یا ایسی بیماری ہو۔

میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا۔ اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں۔ اور میں نے روزہ نہیں رکھا۔ چلنے پھرنے سے بیماری میں کچھ کمی ہوتی ہے۔ اس لئے باہر جاؤنگا۔ کیا آپ بھی چلیں گے؟

بابا چٹو۔ نہیں میں تو نہیں جا سکتا۔ آپ ہو آئیں۔ یہ حکم تو بے شک ہے۔ مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں۔ پھر کیوں روزہ نہ رکھا جائے؟

حضرت اقدس:۔ یہ تو آپ کی اپنی رائے ہے قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں۔ فرمایا اب آپ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ زندگی کا اعتبار کچھ نہیں۔ انسان کو وہ راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور صراطِ مستقیم مل جائیگا۔

(الحکم ۳۱۔ جنوری ۱۹۰۷ء)

صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مضامین

رمضان المبارک میں صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مضامین لکھنے کے لئے جو تحریک کی گئی ہے۔ الحمد للہ قبولیت کا شرف حاصل کر رہی ہے اس وقت تک چند ... ایک مضامین پہنچ ... بھی پہنچے ہیں ... اور حسب ذیل بزرگوں نے مضامین مرحمت فرمانے کے پختہ وعدے کئے ہیں (۱) جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری (۲) جناب مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب (۳) جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (۴) جناب مولوی رحیم بخش ایم۔ اے (۵) جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ (۶) جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن مظفر گڑھ (۷) جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بمبئی (۸) جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی دیگر اہل علم اصحاب کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد مضامین ارسال کر کے ممنون فرمائیں

قاضی محمد علی صاحب کے لئے دعا

رمضان کے دن نہایت مبارک دن ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے نزول کے دن قرار دیا ہے۔ ان میں بکثرت مومن مردوں اور عورتوں کو تہجد پڑھنے اور خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں سننے کے لئے بہت قریب ہوتا ہے۔

پس ان ایام میں ہر ایک احمدی کو اپنے اس مخلص بھائی کی بہتری اور بھلائی کے لئے نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں کرنی چاہئیں جو کسی ذاتی اور نفسانی غرض سے مبتلائے آلام نہیں ہوا خدا تعالیٰ اس کا ناصر ہو۔

مردم شماری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ضروری اعلان

ہر اک احمدی یاد رکھے۔ اور دوسروں کو اطلاع دے

۱۔ پہلی مردم شماری ہو چکی ہے۔ دوسرا اور آخری دن چھبیس ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء ہے۔

۲۔ مردم شماری کرنے والے سستی یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے۔

۳۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ خود دیکھ لے۔ کہ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے نام کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے۔

۴۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ کہ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے سب عورت مرد بچوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اور کوئی نام باقی نہیں رہا۔ اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے۔

۵۔ ایک نام بھی اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے رہ جائیگا۔ تو آپ جماعت سے دشمنی کرنیوالے ٹھیرینگے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سبکی ہوگی۔

۶۔ ہر اک جگہ مردم شماری کرنے والے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہ کر نگرانی کرنی چاہیئے۔

۷۔ مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام چھوڑ کر اس کام کو کریں۔

۸۔ ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مسلمانوں کو کم کر کے دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس نقص کا بھی خیال رکھے۔ اور دیکھے۔ کہ سب مسلمان خواہ کسی فرقے کے ہیں۔ ان کی مردم شماری پوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ بھی خواہ ایک دن کا پیدا ہوا ہو۔ باقی نہیں رہ جاتا۔

۹۔ ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے ارد گرد کی جماعتوں تک پہنچا دے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہ جائے۔

۱۰۔ ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو جو دلوں میں احمدیت کو قبول کر چکے ہوں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالیٰ کے سامنے ایک شہادت تو ان کے دل کی تبدیلی پر ہو۔

۱۱۔ پچھلی دفعہ بعض جگہ سینکڑوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ اب کے ایسا نہ ہو۔

۱۲۔ سب جماعتوں کو چاہیئے۔ فوراً اجلاس کر کے ہر محلہ اور ہر گلی کے لئے آدمی مقرر کر دیں۔ جو پہلے خود مکمل فہرست تیار کر لیں۔ اور پھر ساتھ رہ کر مردم شماری کے وقت دیکھ لیں۔ کہ سب احمدیوں کی پوری طرح مردم شماری ہو گئی ہے۔

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

(دکیم فروری ۱۹۳۱ء)

مجلس مشاورت ۱۹۳۱ء

امسال مجلس مشاورت انشاء اللہ ۳۔ ۴۔ ۵۔ اپریل ۱۹۳۱ء منعقد ہوگی۔ تین اپریل جمعہ کی نماز کے بعد شروع ہوگی۔ اور ۵۔ اپریل کی دوپہر تک جاری رہے گی۔ تمام جماعتوں کو اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ ایک ماہ کے اندر اندر یعنی ۱۰۔ فروری ۱۹۳۱ء تک اپنے نمائندے منتخب کر کے ان کی اطلاع دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں دیدیں۔ اگر کسی جماعت نے تا حال ایسا نہ کیا ہو۔ تو اب فوراً متوجہ ہونا چاہیئے۔

حج پر جانیوالے اصحاب

معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سال بھی کچھ احمدی دوست حج کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن عازمان حج کا ایک دوسرے کو علم نہیں۔ تا وہ اکٹھے روانہ ہو سکیں۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ اس سال جو احمدی احباب حج پر جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ بہت جلد اپنے نام و پتہ سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ تا جو احمدی عازمان حج کو ایک دوسرے کے نام سے اطلاع دیجائے۔ نیز یہ بھی اطلاع دیں۔ کہ کس تاریخ تک وہ بمبئی پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تا آپس میں خط و کتابت کر کے بمبئی سے روانگی کی ایک تاریخ مقرر کر سکیں۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

86

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۹ قادیان دارالامان مورخہ ۳ فروری سنہ ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

کانگریس ٹھنڈے اور صاف دل کے ساتھ فیصلہ کرے

کانگریس کی طرف سے حکومت کے ساتھ سمجھوتہ کرنیکے لئے سب سے ضروری بات یہ بتائی جاتی تھی۔ کہ جب تک حکومت کے متعلق یہ ثابت نہ ہو جائے۔ کہ اس کے دل میں تبدیلی واقعہ ہو چکی ہے۔ اور وُہ اہل ہند کو ان کے جائز حقوق دینے پر آمادہ ہے۔ اس وقت تک مصالحت اور سمجھوتہ کی کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ حکومت نے گول میز کانفرنس کی تجویز کر کے اپنے دل کی تبدیلی کا ثبوت پیش کر دیا۔ اور ہر طرح کوشش کی۔ کہ کانگریس کے نمائندے اس میں شریک ہو کر آزادانہ طور پر اپنے مطالبات پیش کریں۔ اور اپنے حقوق کی معقولیت ثابت کریں۔ اس کے لئے وائسرائے ہند نے خاص طور پر گاندھی جی کو ملاقات کا موقعہ دیا۔ اور پھر خاص اہتمام کے ساتھ مختلف جیلوں سے کانگریس کے سرکردہ لیڈروں کو ایک جگہ جمع کر کے سمجھوتہ کے متعلق غور و فکر کرنے کی تمام سہولتیں بہم پہونچائیں۔ لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا اور کانگریس کے نمائندے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے آمادہ نہ ہُوئے۔ اگر اس وقت یہ لوگ کانفرنس میں شریک ہو جاتے۔ تو مسائل ہند کا تصفیہ زیادہ آسانی اور عمدگی کے ساتھ ہو سکتا۔ اور وزیر اعظم کو گول میز کانفرنس کی کارروائیوں پر تبصرہ کرتے ہُوئے یہ نہ کہنا پڑتا۔ کہ مجھے۔ بے انتہار افسوس ہے۔ کہ ہندوستان کی سیاسی سرگرمیوں کے اہم طبقات اس کانفرنس میں شامل نہیں ہوئے۔"

تاہم گول میز کانفرنس کے دوران میں اور پھر اس کے بعد برطانیہ کے وزیر اعظم نے حکومت کی طرف سے ہندوستان کے متعلق اپنے جن افکار و آرار کا اظہار کیا ہے۔ ان سے صاف طور پر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زاویہ نگاہ میں ہندوستان کے متعلق بہت بڑی تبدیلی واقعہ ہو چکی ہے۔ اور ایسی تبدیلی واقعہ ہو چکی ہے۔ جو اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ اسی تبدیلی کا نتیجہ تھا۔ کہ جب گول میز کانفرنس کے ایام میں مسٹر ونسٹن چرچل نے ایک تقریر کرتے ہُوئے کہا۔ کہ "برطانوی قوم کا ہرگز یہ ارادہ نہیں۔ کہ ہندوستان اور اسکی ترقی پر اسے جو اقتدار حاصل ہے۔ اسے ترک کر دے۔" نیز یہ کہ "گول میز کانفرنس کو دستور اساسی مرتب کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اور اگر اس نے کوئی تصفیہ بھی کر لیا۔ تو اخلاقی یا قانونی طور پر پارلیمنٹ اس کی پابند نہیں ہو گی۔" تو ہر طرف سے اس کے خلاف نفرت اور حقارت کا اظہار کیا گیا۔ حتےٰ کہ وزیر اعظم نے اس تقریر کو "شروع سے لے کر آخر تک شرارت آمیز" قرار دیا۔ اور اسے مسٹر چرچل کی محض ذاتی رائے بتایا:-

بالآخر وزیر اعظم نے ہندوستان کے آئندہ نظم و نسق کے متعلق جو اعلان کیا۔ اس میں نہ صرف نہایت فراخ دلی کے ساتھ اہل ہند کے حقوق اور مطالبات کو تسلیم کر لیا گیا۔ بلکہ نہایت ہمدردانہ اور دوستانہ رنگ میں جلد سے جلد ان کو پورا کرنے کا یقین بھی دلایا:-

یہ حکومت برطانیہ کے ہندوستان کے متعلق نقطہ نگاہ میں بہت بڑی تبدیلی ہے۔ اور اتنی عظیم الشان تبدیلی ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے کے سے شخص کو بھی جو گول میز کانفرنس میں محض اس نیت اور ارادہ سے شامل ہُوا تھا۔ کہ اسے ناکام بنانے کی پوری پوری کوشش کرے۔ گول میز کانفرنس کے اختتام پر یہ اعلان کرنا پڑا ہے۔ کہ:-

"کانگریس کو اب اپنا رویہ بدلنا چاہیئے۔ کیونکہ وُہ جو چاہتی تھی۔ وُہ سب کچھ مل گیا ہے۔" (ملاپ ۲۶ جنوری)

اور کانگریسی اخبارات کو ماننا پڑا ہے۔ کہ:-

"مسٹر میکڈانلڈ کی تقریر واقعی ایسی ہے۔ کہ اس نوعیت کی تقریر اس سے پہلے کسی انگریز مدبر نے نہیں کی۔ چاہے وُہ ہندوستان کا وائسرائے ہو۔ وزیر ہند ہو۔ یا برطانوی وزیر۔" (پرتاپ ۲۳ جنوری)

باوجود اس کے اگر اس تبدیلی میں کوئی کسر باقی ہے تو اس کی ذمہ واری انہی لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے باوجود بار بار دعوت دیئے جانے کے گول میز کانفرنس میں شمولیت اختیار نہ کی۔ اور حکومت کی طرف سے ہر رنگ میں موقعہ بہم پہونچائے جانیکے باوجود اپنے مطالبات پیش نہ کئے۔ حالانکہ انہیں اس میں ہر طرح آزادی اور اختیار دے دیا گیا تھا۔ اور جو کچھ بھی وُہ کہنا چاہتے۔ کہہ سکتے تھے:-

اب جبکہ وُہ موقعہ گذر گیا ہے۔ اور حکومت برطانیہ نے فراخ دلی کے ساتھ مصالحت کے لئے ہاتھ بڑھایا ہے۔ تو دانشمندی اور دُور اندیشی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اس مصالحت کو کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے۔ جو اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ جس طرح حکومت تصفیہ کے لئے آگے بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح کانگریس بھی آگے بڑھے وزیر اعظم برطانیہ نے ایک طرف تو ہندوستان کو درجہ نوآبادیات تک پہونچانے کے لئے ایک جامع سکیم پیش کر دی ہے۔ اور اہل ہند کو ہندوستان کی حکومت میں بڑی حد تک اقتدار دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ دوسری طرف کانگریسی لیڈروں کو غیر مشروط طور پر رہا کر کے یہ موقعہ بہم پہونچایا ہے۔ کہ وُہ ٹھنڈے دل کے ساتھ اس سکیم پر غور و خوض کریں۔ اور اسے کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ اب یہ کانگریس کا فرض ہے۔ کہ وُہ ایک طرف تو ملک کے ان حالات میں فوری تبدیلی پیدا کرے۔ جو ایک عرصہ سے تشویش اور خطرات کا موجب بن رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ملک کے آئندہ نظم و نسق کو بہتر سے بہتر صورت میں مدون کرنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔ کانگریس کو چاہیئے وُہ فوراً سول نافرمانی کی تحریک کو بند کر دے۔ اور گورنمنٹ ان تمام قیدیوں کو رہا کر دے۔ جو سول نافرمانی کی تحریک میں حصہ لینے کی وجہ سے قید خانوں میں پڑے ہیں۔ اور جو کسی قسم کے تشدد کے مرتکب نہیں ہُوئے۔ اگر کانگریس کی طرف سے سول نافرمانی کو بند کرنے کا اعلان ہو جائے۔ تو پھر اگر کوئی غلطی سے سول نافرمانی کا مرتکب بھی ہو۔ تو گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ اسے نظر انداز کر دے۔ اور اس کے فعل کو محض انفرادی فعل سمجھے۔ اس طرح ملک میں ایسی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ جس میں ہندوستان کے بڑے سے بڑے سیاسی معاملات نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ حل ہو سکتے۔ اور ان مواعید سے بہتر سے بہتر فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جو وزیر اعظم نے کئے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس طرح انگلینڈ میں مسٹر چرچل ایسے بعض لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو اپنی رعونت اور خود پسندی کی وجہ سے ہندوستانی مسائل کے حل میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو کسی صورت میں بھی حکومت کے ساتھ تصفیہ کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ معلوم نہیں۔ مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں کی صف اول میں ظاہر کرنے کی کیوں کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ وہی مسٹر پٹیل ہیں۔ جو باوجود کانگریس میں کونسلوں اور اسمبلی کے بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس ہو جانے کے اسمبلی کی صدارت پر متمکن رہے۔ اور کانگریس کے اتنے بڑے حکم کی انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ سول نافرمانی کے شروع ہو جانے پر بھی انہوں نے صدارت ترک نہ کی۔ اور اس وقت تک ترک نہ کی جب تک اسمبلی کے خاتمہ میں نہایت قلیل عرصہ باقی نہ رہ گیا۔ اب وُہ یہ کہہ رہے ہیں:-

"وزیر اعظم کے اعلان میں ہندوستان کو جو پیشکش کی گئی ہے وُہ محض سایہ ہے۔ اس میں حقیقی درجہ نوآبادیات نہیں ہے۔ ایسی پیشکش ہندوستان کو ہرگز منظور نہیں ہو سکتی۔ فی الحقیقت اس سے ہندوستانیوں کے زخم پر نمک پاشی کی گئی ہے۔"

ایسے وقت میں جبکہ گاندھی جی نے وزیر اعظم کے پیشکش کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرنے سے معذوری ظاہر کی اور کانگریسی لیڈرد

سے مشورہ کرنے کے بغیر کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ مسٹر پٹیل کی پیشقدمی نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اور وہ بھی ایسے غیر محتاط اور اشتعال انگیز الفاظ میں۔ جن سے حکومت کے متعلق محض بغض اور کینہ کا اظہار ہوتا ہے۔ ممکن ہے۔ مسٹر پٹیل اپنی تشویشناک علالت کی وجہ سے اور اسمبلی کی صدارت کی آرام دہ زندگی کی بجائے جیل کی علیل کن تکالیف کے باعث اس حد تک پہونچ چکے ہوں۔ کہ ٹھنڈے دل کے ساتھ وزیر اعظم کی پیشکش پر غور نہ کر سکتے ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں ان کا خاموش رہنا ہی مناسب تھا۔ اور اب جبکہ وہ خاموش نہیں رہ سکے۔ تو سیاسی لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ اس قسم کی آواز کو کوئی وقعت نہ دیں۔ اور ٹھنڈے وصاف دل کے ساتھ سیاسی مسائل کے حل کی طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کوئی ایسا فیصلہ جو صفائی قلب کی بجائے کدورت نفس کی آلائش سے ملوث ہو۔ ہندوستان کے لئے اس قدر نقصان رساں ثابت ہو۔ جس کی تلافی نہ ہو سکے۔ اور پھر اسے ہمالیہ جتنی غلطی قرار دے کر ہاتھ ملنے پڑیں ؛

گاندھی جی کی رحمدلی

گاندھی جی کے رہا ہونے پر ان کی جیل کی زندگی کے متعلق عجیب وغریب داستانیں اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ جن کی غرض سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ انہیں سیاسی لیڈر کے علاوہ روحانیت کا بھی مجسمہ ثابت کیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے:۔

"مہاتما جی جس وقت جیل میں تھے۔ کہ ایک روز گھومتے وقت آپ کے پاؤں پر ایک کاٹے چونٹے نے کاٹ کھایا۔ اور آپ کے پیر سے چمٹ گیا۔ اس کی خصلت ہے۔ کہ اسے اتارنے کی اگر کوشش کی جائے۔ تو زیادہ زور سے چمٹ جاتا ہے۔ اور جب زور سے اسے ہٹایا جائے۔ تو اس کا بعض حصہ جسم کے اندر ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر وہ اپنی گرفت ترک نہیں کرتا۔ مہاتما جی نے اس زہریلے جانور کو پیر سے اکھاڑنے کی سعی نہ کی۔ وہ حسب مرضی خون چوس کر خود ہی چلا گیا جس کے باعث آپ کے پیر میں زخم ہو گیا"

اس سے بڑھ کر "رحمدلی کی انتہا" کے ثبوت میں لکھا گیا ہے:۔

"مہاتما جی نے اس قیدی کو جو آپ کے کپڑے دھونے کے لئے مقرر ہے۔ کہا۔ کہ نیم کے دو چار پتے لے آؤ۔ وہ گیا۔ اور نیم کے پتوں سے بھری ہوئی ایک ڈالی لے آیا۔ اس پر مہاتما جی کو بڑا دکھ ہوا۔ آپ نے اس سے کہا۔ کیوں بھائی نیم کے درخت میں کیا زندگی نہیں ہے۔ میں نے تو دو چار پتے مانگے تھے۔ اتنے کیوں لے آئے" (ملاپ ۲۹۔ جنوری)

قطع نظر اس سے کہ اس قسم کے واقعات صرف نمائشی رحمدلی کہلانے کے قابل ہیں۔ یا حقیقی۔ ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ گاندھی جی نے اپنی راہ نمائی میں جو شورش گورنمنٹ کے خلاف شروع کر رکھی ہے۔ اس کے سلسلہ میں اس وقت تک کس قدر چلتے پھرتے۔ بولتے چالتے اشرف المخلوقات کہلانے والے جانداروں کو دکھ اور تکالیف پہونچ چکی ہیں۔ اور کس قدر جانیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ اگر ایک درخت کی ٹہنی کے توڑے جانے سے گاندھی جی کو "بڑا دکھ" ہو سکتا ہے۔ تو اپنے کہے سے لاکھوں انسانوں کی تباہی و بربادی۔ ہلاکت وخونریزی کو دیکھکر انہیں کتنا بڑا دکھ ہونا چاہئیے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان کی یہ حس کمزور ہو چکی ہے۔ ورنہ ملک کی حالت یہاں تک نہ پہونچتی۔ اب بھی اگر گاندھی جی ملک کو بدامنی اور فتنہ وفساد سے صاف کرنے کی کوشش کریں۔ اور تمام ایسی تحریکیں روک دیں۔ جن کا نتیجہ یقیناً بدامنی ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ تو اس طرح حقیقی رحمدلی کا ثبوت دے سکتے ہیں ؛

ہندوؤں کی اچھوتوں سے نفرت

ویدک دھرم نے اپنے ماننے والوں کے اندر خدا تعالیٰ کی مخلوق کے متعلق نفرت وحقارت کا جو بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا ہے اس سے ہندوؤں کا آزاد ہونا نہ صرف مشکل بلکہ بظاہر حالات ناممکن ہے۔ اگرچہ بعض ہندو رہنما اور لیڈر ان سے ہمدردی اور حسن سلوک کے راگ گاتے رہتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہے۔ کہ ناسیاسیات میں اچھوتوں کی تعداد سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ورنہ غیر محدود زمانہ کی ذہنیت اور مذہبی تعلیم کے ماتحت پیدا شدہ خیالات میں تبدیلی محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں تک اچھوتوں سے عملی سلوک کا تعلق ہے۔ ہندوؤں کے رویہ میں بہت کم تبدیلی نظر آتی ہے ؛

علاقہ بمبئی اس وقت سیاسیات میں قریباً تمام ہندوستان سے بڑھا ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ لازماً اس تحریک کی بدولت ان لوگوں کے اندر جو آزاد خیالی اور رواداری پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ متعصب اور مذہبی ہندوؤں میں نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہاں اچھوتوں سے جو سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ جو "پرتاپ" (۲۸ جنوری) نے شائع کیا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ کہ ناسک کے میونسپل سکول میں نیچ ذات کی ایک لڑکی داخل ہوئی۔ لیکن اسے ایک کونے میں علیحدہ نشست دی گئی۔ اچھوت لیڈروں کو جب اس کا علم ہوا۔ تو انہوں نے بہت زبردست احتجاج کیا۔ جس پر اس لڑکی کو دیگر طالبات کے ساتھ جگہ دے دی گئی۔ ہندوؤں نے اس پر بہت غم وغصہ کا مظاہرہ کیا۔ اور یہاں تک کہدیا۔ کہ اگر نیچ ذات کی لڑکی کو کسی علیحدہ مقام پر نہ بٹھایا گیا۔ تو وہ سکول کا مقاطعہ کر دینگے۔ بلکہ کچھ دنوں تک لڑکیوں نے سکول میں آنا بھی ترک کر دیا۔ مگر منتظمین سکول نے اس کی پرواہ نہ کی اور وہ خود بخود ہی حاضر ہونے لگیں۔ مگر اس اچھوت لڑکی کا مقاطعہ تا حال جاری ہے۔ اور جس بنچ پر وہ بیٹھتی ہے۔ وہاں اور کوئی لڑکی نہیں بیٹھتی ؛

بمبئی جیسے تعلیم یافتہ۔ آزاد خیال اور سیاسیات میں گہری دلچسپی لینے والے علاقہ میں کسی ہندو انسٹی ٹیوشن میں نہیں۔ بلکہ میونسپل سکول میں متعصب اور پرانے خیالات کے لوگوں کی طرف سے نہیں بلکہ موجودہ روشنی اور تہذیب میں پڑھے لکھے ہندوؤں کی طرف سے جب بدنصیب اچھوت اقوام سے اس درجہ رسوا کن اور ذلت آمیز سلوک روا رکھا جاتا ہو۔ تو عام ہندوؤں کے ماتحت ان کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اچھوتوں کو ایک منٹ کے لئے بھی ہندوؤں کے قبضہ وتصرف میں دیکھنا جائز ہے ہر ایک انصاف پسند کو یہی کہنا پڑے گا۔ کہ یہ انسانیت کے گلے پر کند چھری پھیرنے کے مترادف ہے ؛

ہندوستان میں اشاعت اسلام کی وجہ

اگرچہ پرانی ذہنیت کے اثر کے ماتحت اور مسلمانوں سے عناد و دشمنی کے باعث اب بھی بعض اوقات ہندوؤں کی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکل جاتے ہیں۔ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ان کے قلوب اس اتہام اور بہتان کی لغویت کے قائل ہو چکے ہیں۔ اور جب کبھی مسلمانوں کی طرف سے اسلام کی پیشکردہ کسی خوبی کی تردید یا ویدک دھرم پر کسی اعتراض کا جواب دینا مقصود نہ ہو۔ تو عام طور پر ہندو اخبار اسلام کی اشاعت کی اصل اور صحیح وجہ کا اعتراف کر لیتے ہیں

"بیہ اخبار" پرکاش" (۲۵ جنوری) نے "چھ کروڑ کو بچاؤ" کے عنوان سے اچھوتوں کو ہندو قرار دے کر اپنے ساتھ شامل رکھنے اور ان کی بدولت اپنی اکثریت کو قائم رکھنے کے لئے جو تلقین ہندوؤں کو کی ہے۔ اس کے دوران میں لکھا ہے:۔

"مسلمانوں کو ہندوؤں کی اکثریت بری طرح کھٹکتی ہے۔ وہ اس اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا ایک طریقہ تبلیغ ہے اور بلاشبہ یہ بڑا زبردست طریقہ ہے۔ اور تبلیغ کی ہی طفیل ہے۔ کہ آٹھ نو صدیوں عرصہ میں مسلمان ہندوستان کے اندر صفر سے سات کروڑ تعداد تک پہونچ گئے"

"پرکاش" نے جو کچھ کہا۔ بالکل درست کہا۔ اور اس طرح خود ہندوؤں کے بیان سے ان تمام لغویات کا رد ہو گیا۔ جو ہندوستان میں زور اور جبر سے اشاعت اسلام کے متعلق ان کی طرف سے بیان کی جاتی تھیں لیکن اس سے مسلمانوں کو جو بہت بڑا سبق حاصل کرنا چاہئیے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب ہندوستان میں مسلمان تبلیغ کے ذریعہ صفر سے سات کروڑ تک پہونچ سکتے ہیں۔ تو اب سات کروڑ میں کئی کروڑ کا اور اضافہ کیوں نہیں کر سکتے۔ پھر جب صفر کے بعد ایک ہو کر سات کروڑ کی تعداد بن سکتے ہیں۔ تو اب جبکہ ان کی تعداد کروڑوں کی ہے۔ وہ کیوں کروڑوں انسان اسلام کے جھنڈے کے نیچے نہیں لا سکتے۔ یقیناً لا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ تبلیغ اسلام کے کام کو ... سب سے مقدم سمجھیں۔ اور جو لوگ اپنے آپ کو کلیتہً اس کام کے لئے وقف نہیں کر سکتے۔ وہ ان لوگوں کی ہر طرح امداد کریں۔ جو اشاعت اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔ کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوں۔ تاکہ نہ صرف انہیں اپنے سیاسی حقوق حاصل کرنے میں نہایت آسانی ہو۔ بلکہ ان کی آخرت بھی سنور جائے ؛

غیر مبایعین کو حکومت کی طرف سے اہم مربعے
اور
بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کو سرکاری سند

غیر مبایعین کا "سہ روزہ آرگن" "پیغام صلح" جو بات بات پر شور مچانا۔ اور اپنے گروہ کے ناروا سے ناروا فعل کی حمایت میں آسمان سر پر اٹھا لینا۔ اپنا کمال سمجھتا ہے۔ "الفضل" کے اس مضمون پر جس میں غیر مبایعین کو حکومت کے لئے کار خاص سر انجام دینے کے صلہ میں اہم مربعے عطا ہونے کا ذکر ہے۔ کئی دن تک دم بخود رہا۔ لیکن چونکہ یہ کوئی ایسا نوالہ نہیں تھا۔ جو آسانی کے ساتھ ہضم ہو سکتا اس لئے آخر اسے بولنا پڑا۔ اور اپنے "حضرت امیر" سے پورے ۱۴ دن کے صلاح و مشورہ کے بعد ۲۷ر جنوری کے "پیغام" نے چند ایسی اوٹ پٹانگ سطور شائع کی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اہم مربعے جن کے حاصل ہونے پر امیر صاحب غیر مبایعین پھولے نہ سماتے۔ کس طرح ان کے لئے گلے کا پھندا اور ندامت کا بوجھ بن گئے ہیں چنانچہ لکھا ہے:۔

"ہمیں اس امر کا نہایت افسوس ہے۔ کہ کار خاص میں انتہائی شغف کے باوجود ہمارے قادیانی دوستوں کے سینوں پر اوکاڑہ کی زمین کا سانپ لہرا رہا ہے۔ اور میاں الفضل دانت پیس پیس کر غصہ سے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہجد میں نوافل پڑھنے پر میاں محمود احمد صاحب مقام محمود پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ تو میاں صاحب کے آستانہ شملہ پر جبہ سائی سے کسی دوسرے کو چند قطعات کا مل جانا۔ ان کے لئے سوہان روح کیوں ہو رہا ہے"۔

قطع نظر اس سے کہ "پیغام" نے ان سطور میں کہاں تک سچائی اور معقولیت سے کام لیا ہے۔ اور کیونکر اپنے کار خاص کے صلہ میں اہم مربعوں کے حاصل ہونے کو جائز ثابت کیا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنے ذوق سے وہ معنی کئے۔ جن کی طرف "پیغام" نے بے ڈھنگے طریق سے اشارہ کیا ہے۔ تو ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر ایسے انسان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے کھڑے ہوں گے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی حمایت اور تائید کریں گے۔ تو اس طرح آپ ہی کی شان ظاہر کریں گے۔

لیکن جو مربعے غیر مبایعین کو ملے۔ ان کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے کیا تعلق۔ کہ ان کے "متعلق" پیغام کو یہ لکھنے کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ "میاں صاحب کے آستانہ شملہ پر جبہ سائی سے کسی دوسرے کو چند قطعات" مل گئے۔ ان کا ملنا تو یہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ جن کو ملے ہیں۔ انہوں نے ہی شملہ چھوڑ اور بیسیوں جگہوں کی خاک چھانی اور کئی دہلیزوں پر ناک رگڑے ہیں۔

پھر ظاہر ہے۔ کہ "پیغام" نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہجد میں نوافل پڑھنے پر میاں محمود احمد صاحب مقام محمود پر کھڑے ہو سکتے ہیں"۔ اسے وہ اور اس کے وابستگان دامن درست نہیں سمجھتے۔ بلکہ غلط قرار دیتے ہیں۔ اور جب یہ بات ہی ان کے نزدیک غلط ہے۔ تو اسے پیش کر کے ہماری جبہ سائی کے صلہ میں مربعے حاصل کرنے کا دعا بھی غلط ہو گیا۔ اور پیغام نے خود تسلیم کر لیا۔ کہ ہماری خدمات کے صلہ میں ان کو مربعے نہیں ملے۔ اور نہ مل سکتے ہیں۔ بلکہ ان کے ملنے کی وجہ ان کی اپنی ہی کار خاص کی خدمات ہیں

مربعوں کے علاوہ ہم نے دوسری بات غیر مبایعین کے جنرل سیکرٹری کو خطاب ملنا پیش کی تھی۔ کسی شخص کو ذاتی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ کی طرف سے خطاب ملنا۔ اور بات ہے۔ اور یہ چونکہ گورنمنٹ کیلئے بہتر سے بہتر خدمات سر انجام دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے ایسی خدمات کے اعتراف میں اگر حکومت کسی کو خطاب دے۔ تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو ایک گروہ کی انتظامی کل کا بہت ضروری پرزہ ہو یعنی ان کی انجمن کا جنرل سیکرٹری۔ اسے خطاب ملنے میں یقیناً ان خدمات کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔ جو اسکی انجمن نے سر انجام دی ہوں۔ مگر اس سے بڑھکر پر لطف بات یہ ہے۔ کہ غیر مبایعین کی انجمن اور اس کے جنرل سیکرٹری نے ہی گورنمنٹ کے لئے اس حد تک کار خاص سر انجام نہیں دئیے۔ جن کے صلہ میں ان کی انجمن کو اہم مربعے زمین حاصل ہوئی۔ بلکہ ان کے "حضرت امیر" کی "بیگم صاحبہ" نے بھی یہاں تک کمال دکھایا ہے۔ کہ سال نو کے خطابات کے سلسلہ میں انہیں بھی حکومت کی خدمات کے اعتراف میں سند اور خوشنودی کا سرٹیفکیٹ عطا ہوا ہے۔ چنانچہ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۱ء کے اخبار "سول ملٹری گزٹ" کے صفحہ سات پر یہ اعلان شائع ہو چکا ہے۔ کہ مسٹر اے۔ اے۔ لین رابرٹس ڈپٹی کمشنر لاہور نے جن خوش قسمت لوگوں کو سندات عطا کیں۔ ان میں دوسرا نام

"Mrs Muhammad Ali Ahmadiya Buildings Lahore"

کا ہے۔ یعنی "اہلیہ محمد علی احمدیہ بلڈنگس لاہور" کا۔

معلوم نہیں۔ "پیغام صلح" نے حضرت امیر کی بیگم صاحبہ کے اس طرح سرفراز کئے جانے اور اتنا بڑا اعزاز حاصل ہونیکا اس وقت تک کیوں ذکر نہیں کیا۔ اور کیوں تمام غیر مبایعین کی طرف سے انکی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش نہیں کیا گیا چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے اس قسم کے اعزازات اعزاز پانے والوں کو پوچھے بغیر نہیں دئے جاتے۔ بلکہ انکی رضامندی اور خواہش معلوم کرنیکے بعد سرکاری حکام سفارش کرتے ہیں۔ اسلئے یقیناً بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب سے پوچھکر ان کی رضامندی حاصل کر لی گئی ہوگی۔ اور انہوں نے یقیناً مولوی صاحب کی صلاح اور مشورہ کے بعد منظوری دی ہوگی۔ ایسی صورت میں ضرور بیگم صاحبہ اور مولوی محمد علی صاحب کیلئے سرکاری سند بڑی مسرت اور خوشی کا باعث ہوگی۔ اس خوشی میں خود شریک ہوتا۔ اور سارے غیر مبایعین کو شریک کرتا "پیغام" کا فرض تھا۔ لیکن افسوس کہ اس فرض کی ادائیگی میں اسنے سخت کوتاہی کی اب بھی وقت ہے۔ کہ وہ اسطرف متوجہ ہو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دے۔ کہ مولوی صاحب کی بیگم صاحبہ کو سرکاری سند کن خدمات اور کس کار خاص کے صلہ میں عطا ہوئی ہے۔ ہم اور ہمارے ساتھ دوسرے تمام لوگ اس کے متعلق جو کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ وہ یہی ہے۔ کہ سرکاری حکام کی خوشامدیں کرنے۔ انکی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے اور انکے لئے کار خاص سر انجام دینے کا سلسلہ غیر مبایعین میں اسقدر وسعت اختیار کر چکا ہے۔ کہ مردوں سے گزر کر عورتوں تک بھی پہنچ گیا ہے۔

اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ مسٹر اے۔ اے۔ لین رابرٹس صاحب جن کے ذریعہ بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کو سند حاصل ہوئی ہے۔ جب ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ تو انہوں نے ایک ملاقات کے موقعہ پر جناب مفتی محمد صادق صاحب سے پوچھا۔ اگر میں ہز ہولی نس (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) کیلئے کسی خطاب کی سفارش کروں۔ تو وہ منظور کر لیں گے۔ اس کا جواب جناب مفتی صاحب نے انہیں یہ دیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح گورنمنٹ کے بڑے سے بڑے خطاب پیش کرنیکو بھی اپنی ہتک تصور فرمائیں گے۔ اب انہی مسٹر اے اے لین رابرٹس کو غیر مبایعین کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کی بیگم صاحبہ کو سند دینے کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور بیگم صاحبہ نے "حضرت امیر" کی رضامندی سے اسے اپنے لئے خاص اعزاز سمجھ کر قبول کر لیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حکام کی دہلیز پر جبہ سائی کرنے اور انکے لئے کار خاص سر انجام دینے والے کون ہیں۔ اور اسکے صلہ میں حکومت سے خطاب حاصل کرنا باعث فخر سمجھنے والے کون مولوی محمد علی صاحب معہ بیگم صاحبہ یا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ دراصل حکومت کی طرف سے غیر مبایعین پر یہ غیر معمولی انعام و اکرام دیکھکر اس امر کے بارے میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں رہ جاتا۔ کہ یہ لوگ جو بظاہر کانگرس کے حامی اور گورنمنٹ کے خلاف تحریک [illegible] ویدہ نظر آتے ہیں مخفیہ طور پر یقیناً ایسی خدمات سر انجام دیتے ہیں۔ جو گورنمنٹ کیلئے خوشنودی اور [illegible] لئے مالی اور اعزازی فوائد کا موجب بن رہی ہیں۔ اب بھی اگر لوگ انکی اصل حقیقت سے آگاہ نہ ہوں۔ اور انہیں ظاہر [illegible] ت۔ لیکن درپردہ حکومت [illegible] خاص کار ندے یقین نہ کریں۔ تو انکی مرضی۔ ورنہ کوئی بات پردہ راز میں نہیں رہ [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کا ادعا

غیر مبایعین کی زبان سے نکلی ہوئی کوئی تقریر یا ان کے قلم سے لکھی ہوئی کوئی تحریر شاید ہی ایسی ہو۔ جس میں جماعت احمدیہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیمات سے انحراف۔ آپ کی تحریرات سے ناواقفیت اور آپ کے مشن کو تباہ کرنے کے الزام کے ساتھ ساتھ اپنے متعلق حضور کے سچے جانشین۔ اور آپ کے علمی فیوض کے حقیقی وارث ہوتے کا بلند بانگ دعویٰ موجود نہ ہو۔ لیکن اگر حقیقت تلاش کی جائے۔ تو وہ بالکل برعکس نظر آئیگی اور شاید ہی کوئی عقیدہ۔ کوئی تفسیر۔ کوئی نکتہ معرفت۔ بلکہ کوئی بات ایسی ہو جس میں ان کے سرکردہ اور اہل الرائے کہلانے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے متفق نظر آتے ہوں۔ اور ان کی شقاوت اور بدبختی یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ان عقائد میں بھی جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے الہامات آلہی کی بناء پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ نہ صرف صریح اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ اپنا تمام زور تقریر و تحریر ان کے خلاف صرف کر رہے ہیں۔

ذیل میں ایک مزید ثبوت اس بات کا پیش کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں۔ بلکہ ان کے بڑے بڑے زعماء حتیٰ کہ خود حضرت امیرؓ بھی یا تو حضور کی تحریرات سے واقفیت نہیں رکھتے۔ یا پھر عمداً دوسروں کو دہوکہ دینے کے لئے ان کے خلاف لکھتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب "امیر پیغام" اپنی مایہ ناز تصنیف "النبوۃ فی الاسلام" کے دیباچہ میں جماعت احمدیہ کی طرف ایک جواب منسوب کرتے ہوئے اس کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"یہ جو بار بار کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے آسمان سے نزول کے عقیدہ میں بھی آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو غلطی لگ گئی تھی۔ پس اگر نبوت و رسالت کے بارہ میں غلطی لگی۔ تو کیا حرج ہے۔ ان دونوں باتوں میں اس قدر فرق ہے۔ کہ میں نہیں سمجھتا۔ کہ ایک بچہ بھی اس فرق کو محسوس نہ کرے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ ایک پرانا عقیدہ چلا آتا تھا جس کو آپ نے اسی طرح لکھدیا کیونکہ آپ کو خدا کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یا آپ ہی آنے والے مسیح ہیں۔ براہین احمدیہ کے الہامات پڑھکر دیکھ لو۔ کہ ان میں کوئی ایسا الہام نہیں ہے۔ جو صراحت سے اس بات پر دلالت کرتا ہو۔ کہ آپ آنے والے مسیح ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب یہ تو بالکل درست ہے۔ کہ ایک نبی اس وقت تک جو اسے خدا کی طرف سے اطلاع دی جائے۔ بعض پرانی باتوں کو خودبخود ترک نہیں کرتا۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ خدا کا حکم اسے کچھ ہو۔ اور وہ کچھ کہے۔ اور صریح خدا کے حکم کی مخالفت کرے۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود ہے۔ جس طرح پر نبوت اور رسالت کے الہامات ہیں۔ جس میں آپ کو مسیح موعود بنایا گیا ہے۔ تو اس کا یہ دعویٰ صحیح نہیں۔ براہین احمدیہ میں کوئی ایسا الہام نہیں - - - - - - - غرض براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام نہیں۔ جس میں آپ کو بتایا گیا ہو۔ کہ تو آنے والا مسیح ہے" صفحہ ۱۸ و ۱۹

ان سطور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی حقیقی جانشینی اور علمی وراثت کے مدعیوں کا قائد اعظم اور قافلہ سالار نہایت تحدی کے ساتھ حسب ذیل دعاوی پیش کر رہا ہے۔ اوّل یہ کہ براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود نہیں ہے جس میں حضرت اقدس کو مسیح موعود کہا گیا ہو۔ بلکہ ایسا الہام بھی کوئی نہیں۔ جو صراحت سے اس بات پر دلالت ہی کرتا ہو۔ کہ آپ آنے والے مسیح ہیں۔

دوم یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی آمد ثانی کا عقیدہ اس لئے براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ کہ "آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ کہ آپ آنے والے مسیح ہیں"۔

تیسرے یہ کہ یہ تو صحیح ہے۔ کہ ایک نبی یا مامور خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی اطلاع پائے بغیر "پرانی باتوں کو خودبخود ترک نہیں کرتا" لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اسے ایک مرتبہ یا مقام بخشا جائے۔ اور وہ پھر بھی اس کی تاویل کرے۔ اور اسے اپنے اوپر چسپاں نہ کرے۔ گویا آپ یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ یہ غلط ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی وحی میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ ہوتے۔ اور آپ ان کی کچھ اور تاویل کرتے رہتے۔ ان ہر سہ امور کو پیش نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی حسب ذیل تحریر ملاحظہ ہو۔

"باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر پھر بھی بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے۔ کہ وحی آلہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں۔ کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکہ اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھدیا۔ پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا - - - - - - - اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا۔ اور انسانی منصوبہ اس کی جڑ ہوتی۔ تو میں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا۔ کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی۔ جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلادیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا۔"

ادنیٰ تامل معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس تحریر میں ان سب نتائج کو نہایت وضاحت کے ساتھ رد کیا گیا ہے۔ گویا مولوی صاحب کے شبہات کو ہی پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ سطور رقم فرمائیں۔ مثلاً مولوی صاحب کا دعویٰ ہے۔ کہ "براہین احمدیہ کے الہامات کو پڑھکر دیکھ لو۔ کہ ان میں کوئی ایسا الہام نہیں ہے۔ جو صراحت سے اس بات پر دلالت کرتا ہو۔ کہ آپ آنے والے مسیح" اور یہ کہ "جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود ہے جس میں آپکو مسیح موعود بنایا گیا ہے۔ تو اس کا یہ دعویٰ صحیح نہیں"۔ لیکن حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا"۔ "وحی آلہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی"۔ یہ کیا ہی صاف اور واضح تردید ہے۔ مولوی صاحب کے دعویٰ کی۔ اور یہی بات اس امر کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے۔ کہ یا تو مولوی صاحب کی ناواقفیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریروں کے متعلق اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ کہ وہ فیصلہ کن اور مشہور حوالجات سے بھی ناواقف ہیں۔ یا پھر دیدہ دانستہ ان کے خلاف لکھ کر مغالطہ دینا چاہتے ہیں۔

دوسرا دعویٰ مولوی محمد علی صاحب کا یہ ہے۔ کہ براہین احمدیہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ آپ نے اس وجہ سے لکھ دیا کیونکہ آپ کو خدا کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ کہ آپ آنے والے مسیح ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا"۔

نیز یہ کہ

"میں خود تعجب کرتا ہوں۔ کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ کیوں کر اس کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا"۔ اب مولوی صاحب کے ادعا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تحریروں میں جو فرق ہے۔ وہ صاف اور ظاہر ہے۔ مگر تعجب ہے۔ مولوی صاحب کو یہ فرق کیوں نہ نظر آیا۔ یا کیوں

انہوں نے جان بوجھ کر ایسی صریح خلاف بیانی کرنیکی جرأت کی۔

تیسری بات جو مولوی صاحب نے اپنی مذکورہ بالا تحریر میں پیش کی ہے۔ یہ ہے۔ کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کہ ایک نبی کو خدا تعالیٰ ایک بات کہے۔ اور وہ اسے کسی اور طرح سمجھے۔ خدا تعالیٰ جب اسے کچھ کہتا ہے۔ وہ فوراً اس کی حقیقت سمجھ جاتا ہے۔ اس لئے جب خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کا مقام بخشا۔ تو آپ نے فوراً دعویٰ بھی کر دیا لیکن براہین احمدیہ میں چونکہ ایسا کوئی الہام نہ تھا۔ اس لئے آپ نے اس وقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ اگر براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت آپ پر کوئی ایسا الہام ہوچکا ہوتا۔ جس میں آپ کو مسیح موعود قرار دیا جاتا۔ تو آپ کسی مزید تاخیر کے بغیر یہ دعویٰ کر دیتے۔ کیونکہ الہام کے بعد دعویٰ نہ کرنا۔ مولوی صاحب کے نزدیک "صریح خدا کے حکم کی مخالفت ہے۔" لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ الہام کے وقت ہی اس کا اعلان کر دینا تو درکنار "بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین احمدیہ میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔" پھر وہ چیز جو امیر پیغام کے نزدیک "صریح خدا کے حکم کی مخالفت ہے۔" آپ اسے اپنی صداقت کی عظیم الشان دلیل ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ میری سادگی تھی۔ جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلادیں۔ کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا"۔

۲۶ ر اکتوبر کے جلسے

مندرجہ ذیل مقامات کی رپورٹ دیر میں موصول ہونے کی وجہ سے شائع نہ ہوسکی تھی۔ جن اصحاب کی سعی اور کوشش سے یہ جلسے ہوئے تھے۔ ان کا تقاضا ہے۔ کہ ان مقامات کی فہرست بھی شائع کر دی جائے۔ اسلئے درج ذیل کی جاتی ہے۔ یہ ضلع کیمل پور کے دیہات ہیں (۱) جنڈ (۲) تھمیال (۳) کھنڈہ (۴) کمھڈ (۵) کوٹ چھچی (۶) اجمٹ (۷) شہباز پور (۸) ڈھلیاں (۹) طور نگ سیلہ (۱۰) طوری والی (۱۱) غریب وال (۱۲) اٹک آئل کمپنی کھوڑ (۱۳) تکیال (۱۴) ملھووالہ (۱۵) ڈھوک تمر (۱۶) ڈھوک گرکھی (۱۷) تھٹی سیداں (۱۸) کاہل (۱۹) کسراں (۲۰) پنڈی سرہال (۲۱) تھٹی کلرہ (۲۲) کملیال (۲۳) چھپڑیاں (۲۴) چونترہ (۲۵) اورنگ آباد (۲۶) دوسیل (۲۷) گنڈاکس (۲۸) ھینڈر (۲۹) پرانہ (۳۰) تھتھہر (۳۱) دوالمیال (۳۲) مڑیالہ (۳۳) کھرالہ (۳۴) اخلاص (۳۵) دندی (۳۶) اگھوی (۳۷) کندرالہ (۳۸) دندی جیوال (۳۹) لوسر شرفو (۴۰) پنڈی گھیب (۴۱) پڑی (۴۲) ماڑی (۴۳) ملووال (۴۴) لکڑمار (۴۵) گڑ دی (۴۶) [illegible] افغاناں کلاں (۴۷) دکھنیر (۴۸) کوٹیوالی (۴۹) سروالی (۵۰) چوہ شریف (۵۱) نوکھر (۵۲) ناڑہ (۵۳) کھریہ (۵۴) مانوی (۵۵) نہوہ (۵۶) نیگی (۵۷) جانگلہ ؂

حفاظتِ قرآن مجید

جن جن لوگوں نے "حفاظت قرآن" پر قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے تحریری حفاظت پر اتنا زور دیا ہے۔ کہ گویا اصلی اور مقدم حفاظت یہی ہے۔ حالانکہ اگر تحریری حفاظت مقدم ہوتی۔ تو اسکی بابت کوئی واضح اور صریح حکم خداوندی موجود ہوتا۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھے پڑھے ہوتے۔ قرآن بیشک کتاب بھی ہے۔ اس لئے اسے لکھوایا بھی گیا۔ مگر جہاں تک حفاظت کے مسئلے کا تعلق ہے۔ حقیقی پہلو حفاظت کا۔ وہ سینوں کی حفاظت ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کرتے تھے۔ اور دوسروں سے کراتے تھے۔ اور جبرائیل کی معرفت ہر رمضان میں ہوتی تھی۔ اس لئے اس کتاب کا نام قرآن ہے۔ تحریری قرآن سے سینوں کے قرآن پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں پڑسکتا۔ تحریری قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کوئی دیکھتا نہ تھا۔ حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی کل چار نقلیں ہوکر دیگر ممالک میں بھیجی گئیں۔ کیا چار نقلیں لاکھوں مسلمانوں کے لئے کافی تھیں؟ اصل حفاظت اس قرآن کی تھی جو سینوں میں تھا۔ اور ہر روز ہر شخص کئی کئی بار اسے پڑھتا پڑھاتا۔ یاد کرتا کراتا تھا۔ تحریر میں تصرف ہوسکتا ہے غیر کا۔ مگر حافظہ میں کوئی غیر انسان تصرف نہیں کرسکتا چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے تحریر میں تصرف کر بھی دیا تھا۔ مگر قرآن میں کوئی نقص وارد نہیں ہوا۔ کیونکہ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کو لکھواتے تھے۔ وہاں اسی وقت سینکڑوں کو حفظ بھی کراتے تھے۔ سنتے تھے۔ سناتے تھے۔ پڑھاتے تھے۔ پڑھواتے تھے۔

آج تک جتنے حفاظ ہیں۔ وہ اکثر سینہ بسینہ حافظ ہوئے ہیں۔ نہ کہ تحریری قرآن پڑھ پڑھ کر۔ ہاں پڑھنے سے بعض اوقات امداد لے لیتے ہیں۔ پس حفاظت قرآن کو جب بیان کرو۔ اس کی اصل حفاظت یعنی سینہ کی حفاظت کی طرف سے شروع کرو۔ تحریری حفاظت صرف ایک ضمنی حفاظت ہے۔ جس میں تحریف کا امکان ہے۔ مگر لاکھوں سینوں میں تحریف ناممکن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے آج تک لاکھوں اندھوں نے قرآن حفظ کیا۔ اور لاکھوں ہی ان پڑھوں نے حفظ کیا۔ کیا وہ تحریر کی مدد سے حفظ کرتے رہے

چونکہ اس کتاب کا نام ہی قرآن ہے۔ اس لئے یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ انجیل قرآن سے زیادہ چھپی۔ اور شائع ہوئی ہے۔ یعنی زیادہ تحریر میں آئی ہے۔ مگر قرآن دنیا کی سب کتابوں سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ سینوں میں محفوظ یہی ہے۔ اور ایسی جگہ بند ہے۔ جہاں تحریف نہیں ہوسکتی۔ چھپے ہوئے قرآن غلط ہوسکتے ہیں۔ مگر سینہ والا قرآن ہمیشہ سے صحیح چلا آتا ہے۔ اور صحیح رہیگا۔ یہی اصلی حفاظت ہے۔

یاد رکھو۔ کہ کلام الٰہی جیسے قیمتی خزانہ کی حفاظت سوائے اس کے کہ انسان اس کو اپنے سینہ اور دماغ کے اندر محفوظ کرلے اور کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ انسان اور قرآن ایک لحظہ کے لئے بھی الگ نہیں ہوسکتے۔ تحریری حفاظت کو بھلا اس عظیم الشان اصلی حفاظت سے کیا مناسبت؟ اگر تحریری حفاظت اصلی حفاظت ہوتی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی اُمّی نہ ہوتے۔ کیونکہ ایک ان پڑھ شخص کبھی تحریر کی نگرانی اور حفاظت نہیں کرسکتا۔ بلکہ اصلی حفاظت وہی تھی۔ جو آپ خود کرتے تھے۔ یعنی یاد کرنا۔ اور کرانا۔ اور بار بار سننا اور سنانا کیا یہ معجزہ نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت اور ہر طرح کے نسیان ثابت ہیں۔ مگر قرآن میں نسیان کرنا ساری عمر میں ایک دفعہ بھی ثابت نہیں ؂

(جناب ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن)

قرآن میں ویدکی تجلّی

آریہ بھی نہایت ہی عجیب لوگ ہیں۔ ایک طرف تو ان کے سوامی نے قرآن کریم کے لفظ لفظ پر اُلٹے سیدھے اعتراض کر کے اپنا کمال سمجھا اور اس مقدس کتاب کے خلاف نہایت ناپاک اور گندے الفاظ استعمال کرنا اپنی شرافت کا نشان قرار دیا۔ اور دوسری طرف ان کے پیرو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ کہ قرآن میں وید کی تجلّی ہے چنانچہ اس نام سے آریوں کے "شری یت پنڈت چموپتی جی۔ ایم اے" نے ایک سلسلہ مضامین شروع کر رکھا ہے جس میں بزعم خود وہ یہ دکھا رہے ہیں۔ کہ کئی باتیں جو قرآن میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ویدوں میں موجود ہیں یوں تو ویدوں میں جس قدر حقیقت اور صداقت کا حصہ باقی ہے۔ اس کا قرآن کریم میں پایا جانا لازمی اور ضروری ہے۔ اور قرآن کریم کا اپنا دعویٰ ہے۔ کہ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ اس میں پہلی تمام مقدس کتابوں کی صحیح تعلیمیں موجود ہیں۔ اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا۔ کیونکہ قرآن ہی مکمل اور غیر مبدل کتاب ہے۔ لیکن یہ کہنا۔ کہ قرآن میں اگر کوئی ایسی بات پائی جائے۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں وید میں بھی موجود ہو۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ قرآن میں وید سے لیکر درج کر دی گئی ہے۔ پرلے درجہ کی حماقت اور نادانی ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ طبع و اشاعت کے سامان نہایت ہی غیر معمولی طور پر موجود ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں ہندو ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی ویدوں کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ تو اس وقت جب قرآن نازل ہوا۔ ایک دور دراز ملک میں۔ اور غیر زبان رکھنے والی قوم میں کون ویدوں کو لے گیا اور انہیں سمجھا آیا تھا جس کے نتیجہ میں قرآن میں ویدوں کی تعلیم درج کرلی گئی۔ آریوں کو کچھ تو عقل و سمجھ سے کام لے کر بات کرنی چاہیئے ؂

ـــــــ

حضرت مسیح موعودؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کس نئے رنگ میں پیش کی

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا لیکچر جو انہوں نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء پر دیا

انیسویں بات

حدیث میں آیا ہے۔ کہ مسیح موعود اور دجال موعود دونوں خانہ کعبہ کا طواف کرینگے۔ اس میں لوگوں کو یہ مشکل پیش آئی۔ کہ کعبہ تو مکہ میں ہے۔ اور دوسری حدیثوں میں ہے۔ کہ دجال مکہ مدینہ نہیں جائیگا۔ پھر دجال کے طواف کا کیا مطلب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۱۰ پر فرمایا۔

"اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں۔ ورنہ یہ ماننا پڑیگا۔ کہ دجال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائیگا۔ یا یہ کہ مسلمان ہو جائیگا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہرحال یہ حدیث قابل تاویل ہے۔ اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجال ہے۔ وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا۔ اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے۔ چور کی طرح اس کے گرد طواف کریگا۔ جس کی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے۔ اور اس کے مقابل مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کریگا۔ جس کی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے۔ اور اس طواف سے مسیح موعود کی یہ غرض ہوگی۔ کہ اس چور کو پکڑے۔ جس کا نام دجال ہے۔ اور اس کی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے۔ اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے۔ کہ نقب لگائے۔ اور گھر والوں کو تباہ کرے۔ اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے۔ اور سخت عقوبت کے زندان میں داخل کرا دے۔ تا اس کی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ناخنوں تک زور لگائیگا کہ اسلام کی عمارت منہدم کر دے۔ اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہونچائیگا۔ اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ تا اس آخری جنگ میں اس کی فتح ہو۔"

پھر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۱۱ پر فرماتے ہیں:۔

"اس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہونگی۔ تب ان نشانوں کے بعد اس کی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں۔ جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے۔ کہ مسیح موعود ان کے کاندھے پر نزول کریگا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے۔ کہ یہ دجالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کریگا۔ وہ بجلی کی طرح گریگا۔ اور طوفان کی طرح آئیگا۔ اور ایک سخت آندھی کی طرح دنیا کو ہلا دیگا۔ کیونکہ اس کے غضب کا وقت آگیا۔"

اناجیل میں بھی مسیحؑ نے اپنی آمد ثانی کی نسبت یہی کہا۔ کہ ابن آدم کا آنا چور کی طرح ہوگا۔ اور جس طرح بجلی پورب سے پچھم کی طرف کو منہ کر جاتی ہے۔ اس طرح ابن کا ظہور ہوگا۔ چور کی مماثلت کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ جس طرح چور رات کو اندھیرے کے وقت آتا ہے۔ اور اس وقت آتا ہے۔ جب لوگ غافل اور سوئے پڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسیح کی آمد اور ظہور بھی اس وقت ہوگا۔ جبکہ ظلمت اور تاریکی کا وقت ہوگا۔ اور لوگ دین سے بالکل غافل ہو کر دنیا طلبی کی خواہشات میں منہمک اور مستغرق ہونگے۔ دوسرے یہ بھی مطلب ہے کہ مسیحؑ کو بہت سے لوگ پہچانینگے نہیں۔ بلکہ اُسے چور کی طرح جو دجال ہے۔ غلط فہمی سے اپنا دشمن سمجھنے لگ جائیں گے۔ جیساکہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

پھر مسیحؑ کے ظہور کو پورب سے پچھم کی طرف بجلی کے کوندنے سے تشبیہ دینے سے یہ مطلب ہے۔ کہ وہ ممالک شرقیہ سے ظاہر ہوگا۔ ورنہ بجلی تو شمال وجنوب اور مغرب اور شرق سب اطراف میں چمکتی رہتی ہے۔ پورب کا ذکر کرنا بلحاظ محل ظہور کے ہے۔ اور پورب سے پچھم کی طرف کوند کر جانا مسیح موعود کے مشن کی اشاعت اور آپ کے نور ہدایت کی نورانیت کے انتشار کی طرف اور نیز آپ کی شہرت بسرعت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

سرزمین ہند میں ایسی ہے شہرت مجھکو دی
جیسے ہووے برق کا اکدم میں ہر جا انتشار

بیسویں بات

مسلمانوں میں سے بعض کا دجال کی نسبت یہ خیال بھی ہے کہ وہ قوم یہود میں سے ہوگا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ۔ کے رو سے بتایا۔ کہ جب دجال کی نسبت یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ مکہ مدینہ کے سوا سب دنیا پر مسلط ہو جائیگا۔ تو یہ بات قوم یہود کے کسی فرد کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ یہود تو ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق ہیں۔ اور مسیح کے متبعین جو نصاریٰ ہیں۔ خواہ وہ ادعائی ہوں۔ ان کو یہود پر جو مسیح کے منکر ہیں۔ قیامت تک غلبہ رہیگا۔ پس یہ استدلال اور یہ بات کہ دجال نصاریٰ سے ظاہر ہوگا۔ کسی نے اس آیت موصوفہ سے بجز مسیح موعود علیہ السلام کے آج تک پیش نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ استدلال تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۸۴ پر مرقوم ہے۔

اکیسویں بات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت لما خلقت بیدای کی تفسیر میں پیدائش آدم کے متعلق تاثیر کواکب کا ثبوت تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۱۰ و صفحہ ۱۱۱ پر فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ سوال ہو۔ کہ جمعہ کی آخری گھڑی جو عصر کے وقت کی ہے۔ جس میں آدم پیدا کیا گیا۔ کیوں ایسی مبارک ہے۔ اور کیوں آدم کی پیدائش کے لئے خاص کی گئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تاثیر کواکب کا انتظام ایسا رکھا ہے۔ کہ ایک ستارہ اپنے عمل کے آخری حصہ میں دوسرے ستارہ کا کچھ اثر لے لیتا ہے۔ جو اس حصہ سے ملحق ہو۔ اور اس کے بعد میں آنے والا ہو۔ اب چونکہ عصر کے وقت سے جب آدم پیدا کیا گیا۔ رات قریب تھی۔ لہذا وہ وقت زحل کی تاثیر سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا۔ اور مشتری سے بھی فیض یاب تھا۔ جو جمالی رنگ کی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو خدا نے آدم کو جمعہ کے دن عصر کے وقت بنایا۔ کیونکہ اس کو منظور تھا۔ کہ آدم کو جلالی اور جمالی کا جامع بنا دے۔ جیساکہ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ کہ خلقت بیدای یعنی آدم کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ خدا کے ہاتھ انسان کی طرح نہیں ہیں۔ پس دونوں ہاتھ سے مراد جمالی اور جلالی تجلی ہے۔ پس اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ آدم کو جلالی اور جمالی تجلی کا جامع پیدا کیا گیا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ علمی سلسلہ کو ضایع کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے اس نے آدم کی پیدائش کے وقت ان ستاروں کی تاثیرات سے بھی کام لیا ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اور یہ ستارے فقط زینت

کے لئے نہیں ہیں۔ جیسا عوام خیال کرتے ہیں۔ بلکہ ان میں تاثیرات ہیں۔ جیسا کہ آیت وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً میں حفظاً کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنی نظام دُنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو دخل ہے۔ اسی قسم کا جیسا کہ انسانی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے۔ جس کو الوہیت کے اقتدار میں کچھ دخل نہیں بلکہ جبروت ایزدی کے آگے یہ تمام چیزیں بطور مردہ ہیں۔ بجز اذن الٰہی کچھ نہیں کر سکتیں۔ ان کی تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہی ہے۔ کہ ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں۔ کہ جو بنفشہ اور نیلوفر اور تربد اور سقمونیا اور خیار شنبر کی تاثیرات کا تو قائل ہے۔ مگر ان ستاروں کی تاثیرات کا منکر ہے۔ جو قدرت کے ہاتھ کے اول درجہ پر تجلی گاہ اور مظہر العجائب ہیں جن کی نسبت خود خدا تعالےٰ نے حفظاً کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لوگ جو سراپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں داخل کرتے ہیں۔"

یہ تعلیم جو آپ نے پیش کی۔ اور آیت موصوفہ سے حضرت آدم کی پیدائش کے متعلق زحل اور مشتری کی تاثیر کا ذکر کر کے تاثیرات کواکب کا ثبوت دیا۔ اس کی بالکل نئی شان ہے۔

رسول کریم کی شان بلحاظ تزکیہ نفوس

تزکیہ نفوس کے لحاظ سے یوں تو سب مسلمان یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی بے نظیر جماعت کے اندر تقویٰ اور طہارت اور پاک تبدیلی پیدا کرنے سے تزکیہ نفوس کا وہ نمونہ دکھایا جس کی مثال انبیاء سابقین میں ہرگز نہیں ملتی۔ لیکن آج تک کے مسلمان اس بات سے قطعاً ناواقف رہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود جو شان نبوت کے ساتھ آنیوالا ہے۔ وُہ بھی تقویٰ اور طہارت کے ساتھ مرتبہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع اور پیروی سے نیز آپ ہی کے روحانی افاضہ اور روحانی تربیت سے حاصل کرنے والا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

" یہ نکتہ یاد رہے۔ کہ آیت وآخرین منھم میں آخرین کا لفظ مفعول کے محل پر واقع ہے۔ گویا تمام آیت مع اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویعلم الاخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں۔ جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائینگے۔ یعنی وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئینگے۔ کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا۔ اور مذہب اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائیگا۔ اور فقرا کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہیگی۔ تب خدا تعالےٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہونچا دیگا۔ اور اس کو ایک گروہ بنائیگا۔ اور وُہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کریگا۔ کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہوگی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ان میں جاری وساری ہوگا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان کہ آنے والا مسیح موعود آپ ہی کے فیض روحانی سے فیض یافتہ ہو گا۔ ایسی بات ہے کہ قرآن کریم کی آیت وآخرین منھم سے آج تک کسی نے بیان نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اس نئے رنگ میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی پیش کی۔ والحمد للہ علےٰ ذالک۔

یہ کہنا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی اور نبوت کیسی۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب کشتی نوح کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں۔" قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی۔ مگر وحی ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں۔ وہ دین مردہ ہے۔ اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔"

پھر صفحہ ۱۳ پر فرماتے ہیں:۔ "کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا۔ کہ وُہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے۔ کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک رکھا۔ اور آخر اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا۔ جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔"

پھر کشتی نوح کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں۔" قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے۔ اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو۔ قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے۔ اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔"

پھر آپ کتاب نزول المسیح کے صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں" ایک ہی رات تھی۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے بتمام و کمال میری اصلاح کر دی۔ اور مجھ میں ایسی پاک تبدیلی واقع ہو گئی۔ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہو سکتی تھی۔"

ایک مناسب موقعہ مکان

جلسہ کے موقعہ پر ایک مکان واقعہ سڑک بہشتی مقبرہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور بعض احباب نے اس کے لینے کے لئے فرمایا تھا۔ مگر میں بیمار رہنے کے باعث ان دوستوں سے مل نہ سکا۔ اس لئے جو دوست وُہ مکان لینا چاہتے ہیں۔ وُہ اب مجھ سے خط وکتابت فرما سکتے ہیں۔ یہ مکان ۲ یا ۲ ۱/۲ مرلہ زمین پر ہے۔

(عبد المغنی ناظر بیت المال)

کیا ویدک دھرم تبلیغی مذہب ہے؟

سوامی ستیانند جی تحریر فرماتے ہیں۔" عیسائیوں اور مسلمانوں خصوصاً مرزائیوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ صرف عیسائیت اور اسلام ہی تبلیغی مذاہب ہیں۔ آریہ دھرم تبلیغی مذہب نہیں ہے اور اس وجہ سے آج تک ہندوؤں نے کبھی کسی غیر مذہب والے کو اپنے مذہب میں نہیں ملایا۔ اب آریہ سماجیوں نے عیسائیوں اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی شدھی جاری کر دی ہے۔ . . . . یہ الزام اس وجہ سے سراسر بے بنیاد ہے۔ کہ وید بھگوان کسی ایک ملک یا قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ پرماتما نے وید مقدس میں نیک انسانوں کو حکم دیا ہے۔ کہ تمام دُنیا کو آریہ بنا دو۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ وید کا دھرم عالمگیر ہے۔ اور جو دھرم عالمگیر ہو۔ وہی حقیقی معنوں میں تبلیغی دھرم ہوتا ہے۔ . . . . . جو سنت مہاتما خالص دھرم اپدیش کا کام کرتے تھے۔ وُہ اپنے دائرہ میں دیگر مذاہب کے لوگوں کو برابر داخل کرتے رہتے تھے۔" (رسالہ آریہ مسافر دسمبر ۱۹۳۰ء)

مذکورہ بالا حوالہ میں سوامی جی نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ ویدک دھرم تبلیغی مذہب ہے۔ اور سنت مہاتما غیر مذاہب والوں کو اپنے مذہب میں ہمیشہ شامل کرتے تھے۔ لیکن سوامی جی نے عمداً یا غلط فہمی میں پڑ کر آریوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں آریہ سماجی دوستوں کی خدمت میں عموماً اور سوامی جی کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی ویدک منتر تبلیغ کے متعلق ہو۔ تو پیش کریں۔ کیونکہ ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ ویدوں میں کسی جگہ بھی غیر مذاہب والوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف ویدوں میں جا بجا یہ لکھا ہے۔ کہ غیر آریوں کو آریہ بننے کی مطلق اجازت نہیں ہے مثلاً نہ یو ادے اریم دسیوے۔ (رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۴۹۔ منتر ۳) اس کا ترجمہ یہ ہے۔ میں وُہ پرمیشور (اندر) ہُوں۔ جو نہیں دیتا ہوں آریہ نام اناریہ کو۔

منتر کے الفاظ اتنے صاف ہیں۔ کہ جن کے کوئی دوسرے معنی نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کوئی وید کا جاننے والا دوسرے معنے کرنے کا حوصلہ کر سکتا ہے۔ جب وید بھگوان غیر آریہ کو آریہ نام نہیں دیتا۔ یا یوں کہو۔ کہ غیر آریہ کو آریہ نام دینے کی سخت ممانعت کرتا ہے۔ تو سوامی جی کا یہ کہنا کہ شدھی قدیم سے ہے۔ اور ویدک دھرم تبلیغی دھرم ہے۔ ویدک دھرم کی تذلیل کرنا اور مدعی سست گواہ چست والی مثال پیش کرنا ہے۔

اسی طرح سوامی دیانند جی اپنی رسوائے عالم کتاب ستیارتھ پرکاش کے باب ۸ کے آخر میں اتھرو وید ۱۹۔ ۶۲۔ ۱ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔" پہلے پہل انسان کی ایک ذات تھی۔ بعد ازاں شریفوں کا نام آریہ۔ عالم دیو اور بدوں کا نام دسیو۔ یعنی جاہل ہو جانے سے آریہ اور دسیو دو نام ہو گئے۔ آریوں میں مذکورہ بالا طور سے برہمن کھشتری ویش اور شودر چار تقسیم ہوئیں۔ دوجے عالموں کا نام آریہ اور جاہلوں کا نام شودر اور اناریہ ہوا۔

اتھرووید رگوید اور سوامی دیانند جی مہاراج کی عبارت کو باہم ملانے سے یہ ثابت ہوا۔ کہ غیر مذاہب کو اپنے مذہب میں شامل کرنا تو کجا شودر بھی اپنے آپ کو آریہ نہیں کہلا سکتے۔

سوامی ستیانند کا یہ کہنا کہ وید مقدس میں نیک انسانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ تمام دنیا کو آریہ بناؤ۔ گو بالکل بے دلیل ہے۔ اور سوامی جی نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ مگر میں بفرض محال تسلیم کرتا ہوں۔ کہ موجودہ ویدوں میں تمام دنیا کو آریہ بنانے کی اجازت ہے۔ لیکن اس سے ویدک دھرم کا تبلیغی دھرم ثابت ہونا تو الگ رہا۔ اس کو سچا مذہب بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ تمام ویدک دھرمی عموماً اور سوامی دیانند جی اور ان کے چیلے خصوصاً یہ مانتے ہیں کہ پہلے پہل تمام دنیا آریہ تھی۔ (ویدک لغت میں تمام دنیا سے مراد صرف ہندوستان ہی ہے) بعد میں انسان غیر آریہ بن گئے۔ ساتھ ہی سوامی دیانند جی کا دعویٰ ہے۔ آدی سرشٹی میں وید کا نزول ہوا تھا۔ جس کا مطلب صاف ہے۔ کہ شروع دنیا میں صرف آریہ ہی تھے۔ جنہیں وید دیا گیا تھا۔ ایسی حالت میں ویدوں میں یہ اپدیش دینا کہ تمام دنیا کو آریہ بناؤ۔ ویدوں کا مضحکہ اڑانا نہیں تو اور کیا ہے۔ جب شروع دنیا میں تمام لوگ ایک ہی ذات کے یعنی آریہ تھے۔ تو پھر ان کو یہ کہنا کہ تمام دنیا کو آریہ بناؤ بالکل عبث اور فضول ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جب وید بنائے گئے ہوں۔ تو اس وقت بہت سے مذاہب والے پائے جاتے ہوں۔ مگر اس سے ویدوں کی قدامت کا دعویٰ بالکل رد ہو جاتا ہے۔ اور بقول سوامی دیانند جب وید بعد کی تصنیف ثابت ہو گئی۔ تو ایشور کا گیان نہیں ہو سکتے کیونکہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ الہامی پستک کے لئے آدی سرشٹی میں ہونا شرط ہے۔

مہاشہ صاحبان کان کھول کر سن لیں۔ کہ تبلیغی مذہب کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ جس وقت وہ دنیا پر ظاہر ہو۔ اس وقت اس کے مخالف مذہب کے لوگ بھی موجود ہوں۔ تاکہ ان کو اس مذہب کی طرف لایا جائے۔ پس ثابت ہوا کہ ویدک دھرم ہرگز ہرگز تبلیغی دھرم نہیں ہے۔ اور آریہ سماج کے ممبروں نے محض مسلمانوں کی دیکھا دیکھی غیر آریوں کو آریہ بنانے کے لئے ویدک دھرم کے احکام کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے۔ اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کا ویدک دھرم صرف ایک ملک اور ایک خاص وقت کے لئے تھا۔ نہ کہ ویدک دھرم عالم گیر مذہب ہے۔

شیخ محمد احمدی شرما کراچی

سکرٹریان تعلیم و تربیت توجہ کریں

احباب کو یاد ہوگا۔ کہ جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء کے موقعہ پر مجلہ اقصیٰ میں سکرٹریان تعلیم و تربیت نے اکٹھے ہو کر تعارف باہمی کے بعد اپنے صیغہ کے طریق کار کے متعلق غور کیا تھا۔ اور یہ تجویز کی تھی۔ کہ کام کو ضبط میں لانے۔ اور باقاعدہ کرنے کے لئے ایک رجسٹر بنایا جائے۔ جس کے ذریعہ سے مقامی سکرٹری اپنے کام کی ہر شق کو مدنظر رکھ کر اپنی کوشش کا ریکارڈ رکھ سکیں۔ اور نظارت تعلیم و تربیت بھی دیکھ سکے۔ کہ کہاں تک ہر جماعت نے اپنے فرض کو سرانجام دیا ہے۔ اس کے متعلق میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس تجویز کے ماتحت میں نے رجسٹر تیار کروا لیا ہے۔ جہاں جہاں سکرٹریان تعلیم و تربیت مقرر ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ مجھے لکھیں۔ تا انہیں وہ رجسٹر بھجوا دیا جائے اور نئے سال سے نظارت ہذا کا کام ایک حد تک ضبط میں آ جائے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب فوراً اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور رجسٹر کو سمجھ کر اسے باقاعدہ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ والسلام

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے خاندان میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

اس لیئے آپ کو بھی یہی سرمہ استعمال کرنا چاہیئے

حضرت حکیم الامۃ نور الدینؓ کے صاحبزدگان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"پچھلے دنوں عزیز عبد الباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کا سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے"

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے۔ اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپ کو بھی (یہ) بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ علاوہ محصولڈاک

ایک اسّی سالہ بزرگ پر اکسیر البدن کا حیرت انگیز اثر

جناب شیخ صالح محمد صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ

"میرے دادا صاحب جناب شیخ نور الدین گورنمنٹ پنشنر جن کی عمر ۸۰ سے تجاوز ہے۔ کچھ عرصہ سے درد اعضا اور عام جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ ان کی خواہش پر انہیں آپ کی مشہور مقوی دوا اکسیر البدن کا استعمال کرایا گیا۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے۔ کہ آپ کی دوا سے انہیں بیحد فائدہ پہنچا۔ اب وہ مزید دوا کے خواہش مند ہیں۔ لہذا انہیں ایک شیشی اور بھیج کر مشکور فرماویں"

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک بہترین مقوی دوا ہے۔ جو جملہ دماغی و جسمانی اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور بنانے میں لاثانی ہے۔ اگر آپ کو اپنی قیمتی صحت کی کچھ بھی فکر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہئیے۔ اگر آپ ان سردیوں میں مقویات کے سرتاج یعنی اکسیر البدن کا استعمال کریں گے۔ تو یقیناً آپ اپنی صحت کا بیمہ کرا لیں گے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ

ایک تولہ موتی سرمہ اور سالم ماہ کی خوراک اکسیر البدن کے اکٹھے خریدار کو محصول ڈاک معاف رہے گا

ملنے کا پتہ: مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

باجلاس میاں عبد المجید خانصاحب عدالتی بہادر راجکپورتھلہ

علی بخش ولد آنے خاں۔ محمد خاں ولد کالے خان بوڑے خان ولد جونا خاں۔ تیمو و دولا پسران میراں بخش قوم راجپوت ساکن طبیب وال — مدعیان

بنام:- عباس علی نابالغ ولد فتح محمد بولایت مسماۃ دولی والدہ خود قوم راجپوت ساکن تنگل تحصیل دوہہ:- مدعا علیہ

دعویٰ دخلیابی اراضی

واقعہ جیب وال

بنام مدعا علیہ

چونکہ علیفہ بیان مدعیان سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ حاضری سے پہلو تہی کرتا ہے۔ اس لیے تاریخ پیشی ۳ پھاگن سمت ۱۹۸۷ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۳۱ء مقرر ہو کر اشتہار طلبی مدعا علیہ زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے۔ کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر جواب دہی کرو۔ ورنہ عدم حاضری کی نسبت کاروائی ضابطہ کیجاوے گی۔ ۱۲ ماگھ سمت ۱۹۸۷ء دستخط حاکم

گھڑیاں تجربہ شدہ

ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ

لیور مشین ۱۵ جوئل — پائدار گارنٹی شدہ

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ پر ہم نے اپنی گھڑیوں کی بیحد تعریف سنی۔ مزید تسلی کے لیے ۱۹۳۰ء کے خریداروں کے نام و تفصیل و ہدایات ہم سے مفت طلب کریں۔ اور دیکھیں کہ ہم نے عام شبہات کو کس طرح مٹایا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیں

نمبر ۱ رسٹ واچ ۵ لائن موٹی کلائی کی نکل کیس للعہ رولڈ گولڈ للعہ

نمبر ۲ ۱۰ لائن درمیانہ کلائی کی نکل ... چاندی ...

نمبر ۳ ۱۰ لائن پتلی کلائی کی " " " "

نمبر ۴ جیبی ۱۶ " دس جوئل کی ... ۱۵ جوئل کی ... چاندی ...

نمبر ۵ ٹائم پیس الارم عمدہ قسم قیمت درجہ بدرجہ ... سے ... روپے

المشتہر:- حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یو۔پی

مفت

آج ہی صرف دو پیسے کا کارڈ لکھ کر منگوالیں مگر یاد رہے کہ بغیر شادی شدہ احباب کے کوئی صاحب منگوانے کی تکلیف نہ فرمائیں

مینجر شفا خانہ لپنڈیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ڈاکٹری اور طبّی دنیا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے۔ کہ دانتوں اور مسوڑھوں کی خرابی ام الامراض ہے۔ خصوصاً جب مسوڑھوں میں پیپ پڑ جائے۔ یورپین وامریکن ڈاکٹروں اور یونانی اطبا کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مسوڑھوں کی پیپ اور دانتوں کی دیگر بیماریاں جسم انسانی کے انجن (معدہ) کو خراب کر کے صحت کو برباد کرتی ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ صحت کو قائم رکھنے کیلئے اس مرض متعدی کا تدارک کرے۔ ورنہ معمولی غفلت کا خمیازہ امراض شدیدہ کا سامنا ہوگا۔ افادہ عام کیلئے ہم نے منجن محافظ دندان ایجاد کیا ہے۔ جو بعد تجربہ امراض دندان کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پانی لگنا۔ درد کرنا۔ کند ہونا۔ جڑوں میں سوزش۔ میل جمنا۔ مسوڑوں کا زخمی ہونا۔ پیپ پڑ جانا۔ خون آنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں کی کھجلی۔ جلن۔ بدبو۔ گوشت خورہ ان سب امراض کیلئے منجن محافظ دندان بیحد مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ۸/ علاوہ محصول

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بمبئی ۔ ۲۸ جنوری ۔ آج صبح میمن محلہ میں کانگریسی رضاکاروں اور مسلمان سوداگروں میں تصادم ہوگیا ۔ کچھ عرصہ سے اس محلہ کی مسلم دوکانوں پر پکٹنگ لگا ہوا تھا ۔ ایک سوداگر کے بعض ہمراہیوں نے پکٹنگ کرنیوالوں پر حملہ کردیا ۔ جس سے آٹھ رضاکاروں کو چوٹیں آئیں ۔

لندن ۔ ۲۸ جنوری ۔ دارالعوام نے ۲۵۰ کے مقابلے میں ۲۷۷ آراء کی اکثریت سے قدامت پسندوں کی وہ تحریک مسترد کردی ۔ جو انہوں نے ٹریڈ ڈسپیوٹ بل کے استرداد کے لئے پیش کی تھی ۔ اس بل کی دوسری خواندگی منظور کرلی گئی ۔

پیرس ۔ ۲۸ جنوری ۔ سویڈن کا ایک برقی پیغام مظہر ہے کہ فرانسیسی اطالی سرحد کے قریب برف کے ایک تودے نے اطالیہ کی الپائنی فوجوں کے ایک دستے کو بدحواس کردیا ۔ اور ایک کپتان اور بارہ آدمیوں کو بہا کرلے گیا ۔

نیویارک ۔ ۲۸ جنوری ۔ چونگی کے افسروں نے برطانی سوڑ جہاز رد بی کیسل کی تلاشی لے کر اس سے ۴ سو افیون کے ٹین برآمد کئے ۔ ہر ایک ڈبے میں آدھ پونڈ افیون تھی ۔ جس کی قیمت کا اندازہ ۱۲ لاکھ ڈالر سے زیادہ لگایا گیا ہے ۔ یہ جہاز بندر سعید سے آیا تھا ۔ اور افیون فولاد کے ایک خالی ستون کے نیچے چھپا رکھی تھی اگر یہ ثابت ہوگیا ۔ کہ مالکوں کو افیون کے بار کرنے کا علم تھا ۔ تو وہ افیون کی قیمت کے مساوی جرمانہ کے مستوجب ہونگے ۔ جب جہاز کی دوبارہ تلاشی لی گئی ۔ تو افیون کے مزید ۴۰۰ ٹین برآمد ہوئے ۔

ایتھنز ۔ ۲۸ جنوری ۔ وبائے انفلوانزا یونان میں ایسا شدید زور پکڑ گئی ہے ۔ کہ حکومت نے تا اطلاع ثانی سکول بند کردینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ تمام سینما تھیٹر اور موسیقی خانے دس روز کے لئے بند کردیئے گئے ہیں ۔ جلسے منعقد کرنے کی ممانعت کردی گئی ہے

قصور ۔ ۲۸ جنوری ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ ایک موضع میں جو لاہور سے ۲۸ میل دور ہے ۔ سلح ڈاکوؤں نے ۶ آدمی قتل کردیئے ۳ عورتیں اور ایک مرد زندہ جلا دیئے ۔

نئی دہلی ۔ ۲۷ جنوری ۔ اعلان کیا گیا ہے ۔ کہ آئندہ تقریبات میں ہندوستان کے ہائی کمشنر کو وہی درجہ حاصل ہوگا ۔ جو نوآبادیات کے ہائی کمشنروں کو حاصل ہے ۔ یعنی سکرٹری آف سٹیٹ سے دوسرا درجہ ۔

صوبہ متحدہ کی حکومت نے اخبار "مدینہ" اور مدینہ پریس بجنور سے دو ہزار روپیہ کی ضمانت کا مطالبہ کیا ہے ۔

لندن ۔ ۲۶ جنوری ۔ سرکار نظام کے نمائندہ سر اکبر حیدری نے ملک معظم کے داروغہ محلات کو اطلاع دی ۔ کہ ملک معظم کی ذات شاہانہ نے گول میز کانفرنس اور دولت حیدرآباد کے مفاد میں جو دلچسپی لی ہے ۔ اس کے شکریہ کے طور پر خسرو دکن دو ہزار پونڈ کی رقم ملک معظم کی نذر کرنے کے متمنی ہیں ۔ اعلیحضرت کی خواہش ہے ۔ کہ یہ رقم ملک معظم کے ہسپتال فنڈ میں شامل کرلی جائے ۔ ملک معظم نے فیاضانہ تحفہ کے عوض سرکار نظام کا شکریہ ادا کیا ۔

علی گڑھ ۔ ۲۶ جنوری ۔ کل یونیورسٹی کورٹ کے مخصوص جلسہ میں رچرڈ ریس بوتھم آئی ۔ سی ۔ ایس ۔ پرو وائس چانسلر مقرر کئے گئے ۔

نئی دہلی ۔ ۲۸ جنوری ۔ اسمبلی میں گول میز کانفرنس کے اخراجات کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سر جارج ریبنے نے کہا ۔ کہ گورنمنٹ ہند کو گول میز کانفرنس کے متعلق ہندوستان میں ۱۹۶۷۰ روپیہ خرچ کرنا پڑا ۔ اور انگلستان میں کیا کچھ خرچ ہوا ۔ اس کے متعلق فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا ۔

نیو دہلی ۔ ۲۹ جنوری ۔ حکام ریلوے یکم فروری سے ۳۱ مارچ ۱۹۳۱ء تک گندم کے ان تمام پارسلوں کے کرایہ میں جو پنجاب کے اسٹیشنوں سے کلکتہ کو بھیجے جائیں ۔ ایک تہائی کی تخفیف کردینگے ۔ اس تخفیف کی رقم کو پنجاب گورنمنٹ برداشت کریگی ۔

دہلی ۔ ۲۸ جنوری ۔ سر ہری سنگھ گوڑ ۱۸۷۲ء کے سپیشل میرج ایکٹ کا ترمیمی بل پیش کرینگے ۔ جس کی رو سے لوگوں کو سول میرج کا حق دیا گیا ہے ۔ آپ نے کہا ۔ ایسی شادیاں اختیاری ہونگی ۔ اور اس سے شادی کے موجودہ قانون پر کوئی اثر نہ پڑے گا ۔

رگبی ۔ ۲۸ جنوری ۔ برطانیہ نے ستمبر ۱۹۲۹ء سے دسمبر ۱۹۳۰ء کے عرصہ کے اندر قریباً ۱½ کروڑ روپے کے ہوائی جہاز اور ہوائی جہازوں کے انجن غیر ممالک کو بھیجے ہیں ۔

مدراس ۔ ۲۹ جنوری ۔ مدراس کونسل نے وزیر اعظم کے بیان کا خیر مقدم کیا ہے ۔ کونسل نے یہ بھی اعلان کیا ہے ۔ کہ اگر گفت و شنید اسی طریق پر موجودہ جذبہ میں جاری رہی ۔ تو وہ ایسا دستور اساسی مرتب کرنے میں کامیاب ہوجائیگے ۔ جو تمام جماعتوں کے لئے قابل قبول ہوگا ۔

حکومت نے "ہندوستان پریس" لاہور سے پریس آرڈیننس کے ماتحت پانچ ہزار روپے کی ضمانت طلب کی تھی ۔ اس حکم کے خلاف حکومت کے پاس ایک درخواست دی گئی ۔ جس میں ظاہر کیا گیا ۔ کہ جس مضمون کی بناء پر ضمانت مانگی گئی ہے ۔ وہ پریس آرڈیننس کے نفاذ سے ایک ہفتہ پہلے شایع کیا گیا تھا ۔ حکومت نے درخواست منظور کرکے طلب ضمانت کا حکم منسوخ کردیا ۔

واشنگٹن ۔ ۲۸ جنوری ۔ امریکن فیڈریشن آف لیبر کے صدر مسٹر گرین نے تخمینہ کیا ہے ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس وقت ستاون لاکھ مزدور بیکار ہیں ۔

دہلی ۔ ۲۸ جنوری ۔ اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے چیف کمشنر آف ریلویز نے کہا ۔ کہ واپسی ٹکٹوں کے جاری کرنے کی نسبت ہندوستان کی مختلف ریلوں میں بھاری اختلافات ہے ۔ ایسٹ انڈین ریلوے نے آٹھ ماہ کے لئے واپسی ٹکٹ جاری کرنے بند کردیئے ۔ کیونکہ یہ فائدہ مند ثابت نہ ہوئے ۔ این ۔ ڈبلیو ۔ آر نے بھی ہفتہ کے واپسی

الہ آباد ۔ ۳۱ جنوری ۔ ڈاکٹروں نے پنڈت موتی لال نہرو کے متعلق ذیل کی بلیٹین شایع کی ہے " کل رات دمہ کا شدید حملہ ہوا ۔ جس سے پنڈت جی ساری رات بے آرام اور بے چین رہے ۔ صبح کو بہت تھکے ماندے تھے ۔ آج صبح انہوں نے ۸ سے ۱۰ بجے تک معمولی سا آرام کیا "

لندن ۔ ۳۰ جنوری ۔ "ہندوستان کو بچانے کے متعلق" اپنی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے مانچسٹر میں ایک تقریر کے دوران میں مسٹر چرچل نے کہا ۔ برطانیہ کو یہ امر واضح کردینا چاہئے ۔ کہ ہمارا ارادہ ایک طویل اور غیر معینہ وقت کے لئے ہر ضروری بات میں ہندوستان کا موثر حکمران رہنے کا ہے ۔

کٹک ۔ ۲۸ جنوری ۔ درگا پوجا کے ایام میں کٹک کے ہندوؤں نے گاندھی جی کی مورتی تیار کی ۔ اور اسے پوجا گیا ۔ اس کا جلوس شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں سے نکالا گیا ۔ جس میں دس ہزار اشخاص شامل ہوئے ۔ جب جلوس جیل کے دروازے کے سامنے پہونچا ۔ اسے منتشر کردیا گیا ۔ اور مورتی چھین کر قبضہ میں کرلی گئی ۔

حیدر آباد (سندھ) ۳۰ جنوری ۔ گذشتہ چند دنوں میں تار کی لائن اکھاڑنے کے متعدد واقعات ظہور میں آئے ہیں ۔ کراچی سے لاہور اور کوئٹہ جانے والی ریلوے لائن پر شرارت کی گئی ہے ۔ پولیس نے ملزموں کو گرفتار کرلیا ۔

امرتسر ۔ ۳۱ جنوری ۔ آج پولیس نے سکھوں کے متعدد مکانوں کی تلاشیاں لیں ۔ تلاشیاں کسی ڈکیتی کے سلسلہ میں بتائی جاتی ہیں ۔

جموں ۔ ۲۸ جنوری ۔ ریاست جموں و کشمیر میں طلباء کی لازمی پرائمری تعلیم کا قانون میرپور ۔ اودھم پور ۔ سوپور ۔ بارہ مولا جموں اور سری نگر میں نافذ کردیا گیا ہے ۔

الہ آباد ۔ ۳۱ جنوری ۔ کل شام کو چار اشخاص ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے ۔ حملہ آور کا نام عبدالعزیز تھا ۔ اور پولیس اس کی تلاش میں تھی ۔ اس پر ایک ایسے جتھے کا ممبر ہونے کا شبہ ہے ۔ جو جعلی سکے بناتا ہے ۔ پولیس کا بیان ہے ۔ کہ ایک کانسٹبل نے اسے پکڑ لیا ۔ جسے خنجر نکال کر دائیں بازو پر اس مارا اور بھاگ نکلا ۔ پانچ اشخاص جنہوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی ۔ مجروح ہوئے ۔ آخر ایک کانسٹبل نے اسے حراست میں کرلیا ۔ اور اسے سٹی کوتوالی پہنچایا گیا ۔

دہلی ۔ ۳۱ جنوری ۔ گورنر جنرل نے ایک اور آرڈیننس جاری کیا ہے ۔ جس کا نام "برہما اینٹی انارکسٹ آرڈیننس" ہے ۔ یہ بنگال آرڈیننس کی طرز پر ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہے ۔ کہ باغیوں اور انارکسٹوں کی سرگرمیوں کو روکا جائے ۔ جو بنگال پارٹی کی شہ پر بغاوت کررہے ہیں ۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے لئے قادیان سے شایع کیا)